International Journal for Multidisciplinary Research (IJFMR)
E-ISSN: 2582-2160 ● Website: www.ijfmr.com ● Email: editor@ijfmr.com

فائر ایریا میں عورت کی مرقع کشی

طارق حسین تمکین

ایسوسیٹ پروفیسر ، گورنمنٹ ڈگری کالج چھاترو، جموں و کشمیر

تلخیص
اردو ناول کا ارتقا اور حقیقت نگاری کی روایت میں الیاس احمد گدی کا ناول" فائر ایریا "ایک منفرد اور اہم ادبی کارنامہ ہے۔ اس ناول میں کول فیلڈ کی تاریک دنیا، مزدور طبقے کی معاشی بے بسی، طبقاتی استحصال اور انسانی المیوں کو نہایت حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ زیر نظر مقالے میں ناول کے نسوانی کرداروں کا خصوصی مطالعہ کیا گیا ہے تا کہ یہ واضح ہو سکے کہ الیاس احمد گدی نے مزدور عورت کی شخصیت، نفسیات، سماجی حیثیت، معاشی مجبوری اور جنسی استحصال کو کسی فنی مہارت سے پیش کیا ہے۔ مقالے میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ ناول نگار عورت کو محض جنسی وجود کے طور پر پیش نہیں کرتے بلکہ سرمایہ دارانہ نظام کے ظلم، معاشرتی جبر اور انسانی بے بسی کی علامت کے طور پر بھی سامنے لاتے ہیں۔ ناول کی زبان، منظر نگاری، کردار نگاری اور حقیقت نگاری کے فنی محاسن کے ساتھ عورت کی مرقع کشی کا تنقیدی جائزہ اس تحقیق کا بنیادی مقصد ہے۔

کلیدی الفاظ فائر ایریا، الیاس احمد گدی، عورت، مرقع کشی، حقیقت نگاری، اردو ناول، کول فیلڈ ، مزدور طبقہ، نسوانی کردار، سماجی استحصال

تعارف
اردو ناول کی روایت میں حقیقت نگاری کو ہمیشہ ایک بنیادی اور مؤثر فنی رجحان کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس روایت نے معاشرے کے محروم اور پسماندہ طبقات کی زندگی، ان کے مسائل، داخلی کرب اور سماجی ناہمواریوں کو ادب کا موضوع بنایا۔ پریم چند، کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی اور عبد الصمد جیسے ناول نگاروں نے اس روایت کو مضبوط بنیادیں فراہم کیں، جب کہ الیاس احمد گدی نے صنعتی مزدوروں اور کول فیلڈ کی زندگی سے وابستہ نئے تجربات کے ذریعے مزید وسعت عطا کی۔" فائر ایریا "اردو ناول کی تاریخ میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ یہ صرف مزدوروں کی معاشی بد حالی کا بیان نہیں بلکہ سرمایہ دارانہ نظام، طبقاتی جبر، انسانی استحصال اور خصوصاً مزدور عورت کی بے بسی کا ایک زندہ اور مؤثر دستاویز بھی ہے۔ ناول میں عورت کو محض حسن و عشق کی علامت نہیں بنایا گیا بلکہ اسے ایسے سماجی کردار کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو غربت، بھوک، معاشی مجبوری اور مردانہ ہوس کے دوہرے استحصال کا شکار ہے۔

زیر نظر مقالے میں ناول کے انہی نسوانی کرداروں اور ان کی مرقع کشی کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا جا رہا ہے تا کہ یہ واضح ہو سکے کہ الیاس احمد گدی نے حقیقت نگاری کے فنی وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے عورت کی شخصیت اور اس کے وجود سے وابستہ مختلف نفسیاتی، معاشرتی اور معاشی پہلوؤں کو کس حد تک کامیابی سے اجاگر کیا ہے۔

حقیقت نگاری کی جو روایت سرور اور پریم چند نے قائم کی تھی، اسے مزید جلا اگر کسی فن کار نے بخشی تو وہ کرشن چندر اور عبد الصمد کے بعد الیاس احمد گدی ہیں۔ ان کا ناول" فائر ایریا "ایک ایسا اہم ادبی کارنامہ ہے جو اپنے موضوع، مواد، فنی ساخت اور حقیقت نگاری کے باعث اردو فکشن میں نمایاں اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔

فائر ایریا میں کول فیلڈ، یعنی کوئلے کی سیاہ دنیا میں کام کرنے والے بے بس، محروم اور استحصال زدہ مزدوروں کی زندگی کو انتہائی مؤثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ناول نگار نے کولیری مزدوروں پر ہونے والے ظلم، معاشی استحصال اور روزمرہ کی کربناک صورت حال کو حقیقت نگاری کے فنی تجربے کے تحت قصے کے قالب میں ڈھالتے ہوئے مختلف ٹھیکیداروں، مثلاً لوڈر، ٹرامر، لیبر اور تعمیراتی ٹھیکیداروں کے استحصالی ہتھکنڈوں کو بھی بے نقاب کیا ہے، جن کی پشت پناہی سے کمپنی کے مالکان مزدور طبقے کا مسلسل استحصال کرتے ہیں۔ پورے ناول میں مزدوروں کی زندگی کی باگ ڈور انھی طاقت ور عناصر کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ بے چارے مزدور اندھیری سرنگوں میں ہر لمحہ موت سے نبرد آزما رہتے ہیں۔ اگر چہ انہیں اپنی غلامی کا مکمل احساس ہے، لیکن کمپنی کے اندر موجود انسانی بھیڑیوں اور ظالم قوتوں کے خوف سے وہ اس غلامی کی زنجیروں کو توڑنے کی جرات نہیں کر پاتے۔ جو مزدور اس جبر کے خلاف آواز اٹھانے کی کوشش کرتا ہے، اسے صفحہ ہستی سے مٹادیا جاتا ہے۔

ناول نگار نے ان تمام حالات و واقعات کی کشمکش کو تاریخی، سماجی اور فلسفیانہ تناظر میں پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ الیاس احمد گدی نے اس ناول میں اپنے گہرے مشاہدے اور وسیع تجربے سے بھر پور استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ مزدوروں کے دکھ، درد، محرومی اور ان پر ہونے والے ظلم وستم کی نہایت مؤثر تصویر کشی کی گئی ہے۔ بعض مقامات پر روحانی فضا پیدا کرنے اور کہیں کہیں مزاح کے عناصر شامل کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے، تاہم ناول کی بنیادی فضا المیہ اور حقیقت پسندانہ ہونے کے باعث مزاح کا عنصر پوری طرح مؤثر نہیں ہو پاتا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ناول نگار کے دل میں غریب اور مظلوم طبقے کے لیے جو گہرا درد موجود ہے، وہ انہیں اپنے بنیادی موضوع سے ہٹنے نہیں دیتا۔ روحانی فضا بھی دراصل اس مقصد کے تحت پیدا کی گئی ہے کہ مزدور عورتوں کی نفسیاتی کیفیات، داخلی کرب اور معاشرتی مجبوریوں کو زیادہ گہرائی کے ساتھ پیش کیا جا سکے ۔

ناول میں یہ حقیقت شدت سے ابھرتی ہے کہ غربت، بھوک اور معاشی جبر کس طرح عورت کو اپنی عزت اور جسم تک قربان کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ غریب عورتوں کے ساتھ ہونے والی نا انصافیوں اور استحصالی رویوں کو ناول نگار نے نہایت فن کاری اور نفسیاتی بصیرت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ناول نگار کو عورت کی نفسیات پر غیر معمولی گرفت حاصل ہے۔ ناول کے تمام نسوانی کردار اپنی انفرادی شناخت رکھتے ہیں۔ خصوصاً ختونیا، لالائین، برقی بالا اور رانی جیسے کردار مختلف نفسیاتی، سماجی اور معاشی کیفیات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان کرداروں کے ذریعے حقیقت سامنے آتی ہے کہ سرمایہ دارانہ معاشرے میں عورت کو اکثر ایک انسان کے بجائے خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔" فائر ایریا "میں عورت کے استحصال اور اس کے وجود کی اس تلخ حقیقت کی بھر پور عکاسی ملتی ہے۔

(1)

’’عورت کو یہاں کون پوچھتا ہے۔ ٹکے ٹکے کو ملتی ہے جتنی چاہو مگر قاعدہ یہ ہے کہ آدمی ڈھول ضرور بجائے مگر اس کو گلے میں نہ ٹانگے......‘‘

مندرجہ بالا اقتباس اس تلخ سماجی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کول فیلڈ کے ماحول میں عورت کی حیثیت ایک باوقار انسانی وجود کے بجائے محض جسمانی خواہشات کی تکمیل کے وسیلے کی سی رہ جاتی ہے۔ یہاں محبت، خلوص اور جذباتی وابستگی کے لیے کوئی جگہ نہیں؛ تعلقات کی بنیاد صرف جسمانی کشش

اور وقتی مفاد پر استوار دکھائی دیتی ہے۔ اسی حقیقت کو ناول نگار ایک اور مقام پر اس انداز سے بیان کرتے ہیں:

(2)

’’بھائی آپ کو لفیلڈ میں لیلیٰ مجنوں والی محبت کھو جئے گا تو کہاں سے ملے گی۔ گردن سے اوپر والی محبت بھلے لکھنو اور دلی میں ہوتی ہوگی یہاں تو جو کچھ ہے گردن کے نیچے ہے...‘‘

(3)

’’سفید ساڑی دودھ کی طرح سفید بلاؤز جس میں سے بریسری کا کساو صاف دکھائی دیتا ہے۔ کمبخت ان کامنوں کے جسم میں اتنا کساد ہوتا ہے کہ چالیس پینتالیس برس تک تو بدن ذرا ڈھیلا نہیں پڑتا۔ سر پر بید کی ٹوکری میں من بھر کوئلہ لے کر دونوں ہاتھ سے ٹوکری تھام کر جب وہ چلتی ہے تو جسم کا ایک ایک خط نمایاں ہو اٹھتا ہے۔ یہی کامین جب نہا دھو کر ساڑی بلاؤز میں بن ٹھن کر نکلتی ہیں تو افسر لوگوں کے ذہن میں تھل تھل عورتوں کا سارا الجلا پن ابھر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر ان کامنوں پر بابو لوگوں کا دل آجاتا ہے......‘‘

ان اقتباسات کے مطالعے سے دو بنیادی پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ الیاس احمد گدی کو نسوانی مرقع کشی پر غیر معمولی قدرت حاصل ہے۔ ان کی منظر آفرینی اس قدر مؤثر ہے کہ قاری کے ذہن میں کوئلے کی کانوں میں کام کرنے والی مزدور عورتوں کی مکمل تصویر ابھر آتی ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ کول فیلڈ کے افسران، بابو اور ٹھیکیدار عورت کو ایک باوقار انسان کے بجائے اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ سمجھتے ہیں جس عورت پر ان کی نظر ٹھہر جاتی ہے، وہ ان کے استحصالی نظام کا شکار بن جاتی ہے۔

تاہم ناول نگار اس حقیقت کو بھی پوری قوت کے ساتھ واضح کرتے ہیں کہ یہ عورتیں اپنی مرضی سے جسم فروشی پر آمادہ نہیں ہوتیں۔ ان کے اس عمل کے پس پشت نہ عشق کارفرما ہے اور نہ محض جنسی خواہش، بلکہ شدید غربت، فاقہ کشی، معاشی بے بسی اور خاندان کی کفالت کی مجبوری ہے۔ یہی احساس ناول کو محض جنسی بیانیہ بننے سے بچا کر ایک گہری سماجی دستاویز کی حیثیت عطا کرتا ہے۔

کولیری کا منیجر ہو یا بابو، سب اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کب ان کی بیوی میکے جائے تا کہ کسی نوجوان اور خوب صورت کامن کو گھر کے کام کے بہانے رکھا جا سکے اور پھر اس کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے۔ پھول متی اسی نوعیت کا ایک نہایت اہم نسوانی کردار ہے، جو مختلف بابوؤں اور منیجروں کے گھروں میں چولہا چوکا کرتی ہے اور بالآخر ان کی ہوس کا شکار بھی بن جاتی ہے۔

(4)

’’پہلے تین چار دن صرف چوکا برتن ہی ہوا۔ اس کے بعد بربسترا۔ پھر ایک دن صاحب کا پاؤں بہت دکھنے لگا۔ اس کے بعد اب وہ کبھی کبھی رات کو بھی رہ جاتی ہے۔ منیجر صاحب کے پاس۔ گھر میں بہانہ بناتی ہے آج صاحب کے یہاں پارٹی تھی یا آج ان کے یہاں مہمان آگئے تھے۔ گھر کے سب لوگ جانتے ہیں مگر بولے کون.......‘‘

ناول میں ایسے متعدد مقامات موجود ہیں جہاں عورت کی بے بسی، لاچارگی اور معاشی محرومی نہایت درد انگیز انداز میں سامنے آتی ہے۔ اگر چہ بظاہر یہ واقعات عورت اور غیر مرد کے تعلقات کے گرد گھومتے دکھائی دیتے ہیں، لیکن ان کے پس منظر میں بھوک، غربت، بے روزگاری اور سماجی جبر کی وہ تلخ حقیقت موجود ہے جو عورت کو اپنی عزت تک قربان کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قاری کے دل میں ان کرداروں کے لیے نفرت نہیں بلکہ ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ ناول نگار نے جنسی موضوعات کو بھی اس احتیاط اور فنی وقار کے ساتھ بیان کیا ہے کہ کہیں بھی ابتذال یا لذت پسندی کا احساس پیدا نہیں ہوتا۔ ان کا

مقصد محض جنسی کیفیت کا بیان نہیں بلکہ اس سماجی نظام کو بے نقاب کرنا ہے جس نے عورت کے وجود کو تجارت کی شے بنا دیا ہے۔

البتہ ناول میں ایک مقام ایسا ضرور آتا ہے جہاں زبان کے انتخاب میں مصنف سے قدرے لغزش محسوس ہوتی ہے۔ کالا چند ایک ایسا کردار ہے جو شراب نوشی کے بعد بے باکی سے ہر حقیقت بیان کرتا ہے اور گالی گلوچ بھی اس کی شخصیت کا حصہ ہے۔ کردار کی نفسیات کے اعتبار سے یہ بات قابل فہم ہے، لیکن چونکہ کردار کے مکالمات بھی بالآخر مصنف ہی کے قلم سے ادا ہوتے ہیں، اس لیے بعض مقامات پر علامتی پیرائے سے بھی کام لیا جا سکتا تھا۔ اس ضمن میں ناول کا یہ جملہ ملاحظہ ہو:
’’------ ارے بولو نا منہ میں کیا مالک کا لوڑا گیا ہے------‘‘
یہ مثال اس اعتبار سے قابلِ توجہ ہے کہ مجموعی طور پر ناول کی زبان نہایت مہذب، مؤثر اور فنکارانہ ہے، اس لیے یہ ایک آدھ مقام نسبتاً اجنبی محسوس ہوتا ہے۔

الیاس احمد گدی اپنے عہد کے ان ممتاز ناول نگاروں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے زندگی کے پیچیدہ مسائل کو سیاسی اور معاشی تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی۔ یہاں سیاست سے مراد محض انتخابی سیاست نہیں بلکہ وہ طاقت ور استحصالی نظام ہے جس میں ٹھیکیدار، یونین لیڈر، مافیا اور سرمایہ دار باہمی گٹھ جوڑ کے ذریعے مزدور طبقے کا استحصال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ناول میں طبقاتی کشمکش ایک بنیادی فکری عنصر کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔

موجودہ عہد، جسے عمومی طور پر مابعد جدید عہد بھی کہا جاتا ہے، میں ادب کے اندر نئے فکری اور فنی تجربات سامنے آئے ہیں۔ اگر چہ اشتراکی نظریے کی سابقہ مقبولیت میں کمی واقع ہوئی ہے، تاہم معاشرتی ناہمواری، طبقاتی استحصال اور سرمایہ دارانہ جبر آج بھی ادب کے اہم موضوعات ہیں۔ الیاس احمد گدی کا امتیاز یہ ہے کہ وہ ترقی پسند فکر کی معنویت کو محض ایک ادبی تحریک کے طور پر نہیں بلکہ انسانی زندگی کی ناگزیر حقیقت کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ان کا گہرا مشاہدہ سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف ایک مسلسل احتجاج کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اسی احساس کے تحت انہوں نے اپنی فنی بصیرت سے ایسا ناول تخلیق کیا جو اشتراکی شعور، حقیقت نگاری اور فنی پختگی کا عمدہ نمونہ بن گیا۔ حقیقت نگاری کے ضمن میں اگر چہ پریم چند نے دیہی زندگی کی نہایت مؤثر عکاسی کی ہے، لیکن فائر ایریا اس اعتبار سے منفرد ہے کہ اس میں گاؤں اور صنعتی شہر، دونوں کی زندگی اپنے تمام تضادات اور مسائل کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ یہی خصوصیت اسے اردو ناول کی روایت میں ایک منفرد مقام عطا کرتی ہے۔

۱۹۷۱ء کے بعد اردو ناول کا ایک بڑا حصہ فسادات، ہجرت اور شناخت کے مسائل کے گرد گھومتا رہا۔ ان موضوعات کی اپنی اہمیت مسلم ہے، لیکن" فائر ایریا "نے ان روایتی موضوعات سے ہٹ کر صنعتی مزدور طبقے، کولیری کی زندگی اور سرمایہ دارانہ استحصال کو اپنا موضوع بنایا۔ یہی انفرادیت اسے اردو فکشن میں ایک اہم اضافے کی حیثیت عطا کرتی ہے۔

جہاں تک منظر نگاری کا تعلق ہے، اردو ادب میں کرشن چندر کو ایک غیر معمولی منظر نگار تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کی تحریروں میں مناظر اس خوبی سے ابھرتے ہیں کہ قاری خود کو اس ماحول کا حصہ محسوس کرنے لگتا ہے۔ یہی وصف الیاس احمد گدی کے ہاں بھی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ کولیری کے ماحول ,سرنگوں، مزدوروں کی روز مرہ زندگی اور کوئلے کی دنیا کی گھٹن کو انہوں نے اس قدر حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا ہے کہ قاری یہ محسوس کرنے لگتا ہے جیسے ناول نگار خود اسی ماحول کا ایک کردار رہا ہو۔ اس ضمن میں ناول کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

(6)

’’رات بھر کے ان رنگین خوابوں کے بعد جب نیند کھلی تو ساری میں کام پر جانے کی گھما گھمی شروع ہو

جاتی ضروریات سے فارغ ہو کر جلدی جلدی مشترکہ چولہا جلایا جاتا اور مٹی کی ہانڈیوں میں المونیم کی سیاہ پڑ گئی دیگچیوں میں بھات بنتا کبھی آلو کا چوکھا، کبھی ٹماٹر کا جھور اور کبھی صرف پیاز۔ یہاں آدمی منہ کے سواد کے لیے نہیں کھاتا، صرف پیٹ بھرنے کے لیے کھاتا ہے۔ بس اس لیے کھاتا ہے کہ کھانا ضروری ہے۔ زندہ رہنے کے لیے، کام کرنے کے لیے اور رات کے جھوٹے خوابوں کو سچا بنانے کے لیے کھانا کھا کر لوگ گنتے، بیلچے اور بید کی جھوڑیاں لے کر نکل پڑتے ہیں۔ دو دو چار چار کی ٹولیوں میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ چاروں طرف سے بھیڑ آہستہ آہستہ کان کے پاس جمع ہونے لگتی ہے اور وہ سب قطار میں لگ کر یا چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹ کر زمین کے اندر اُتر جاتے ہیں۔ ایک اندھیری سرنگ انھیں ہڑپ لیتی ہے۔ ڈھلان فرش پر وہ اُترتے جاتے ہیں۔ نیچے نیچے اور نیچے۔ اندھیرا گہرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے۔ کچھ سمجھائی نہیں دیتا۔ گرمی، گھٹن، ایک اجنبی تیکھی لو اور جسم کے ہر مسام سے ننھے ننھے قطروں میں پسینہ پھوٹ پڑتا ہے، پھوارے چلتے ہیں اس طرح روز مرہ کا وہ کام شروع ہوتا ہے جو انہیں پیٹ کا ایندھن بھی دیتا ہے اور رنگین سنہرے خواب بھی ......‘‘

اس نوعیت کی مرقع کشی پورے ناول میں جابجا بکھری ہوئی ہے۔ کول فیلڈ کی فضاء مزدوروں کی مشقت، اندھیری سرنگوں کی گھٹن اور انسانی بے بسی اس شدت سے قاری کے احساس کا حصہ بن جاتی ہے کہ پوری فضا ایک متحرک فلم کی مانند آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگتی ہے۔ یہی وہ فنی کمال ہے جو الیاس احمد گدی کو اپنے عہد کے اہم حقیقت نگار ناول نگاروں کی صف میں ممتاز کرتا ہے۔

نتیجہ

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ" فائر ایریا "موضوع، مواد، زبان و بیان، کردار نگاری، منظر نگاری اور حقیقت نگاری کے اعتبار سے اردو ادب کا ایک نہایت اہم اور کامیاب ناول ہے۔ خصوصاً عورت کی مرقع کشی کے حوالے سے یہ ناول غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ الیاس احمد گدی نے مزدور عورت کو محض جذباتی یا رومانوی کردار کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ اسے معاشی جبر، طبقاتی استحصال، جنسی استحصال اور سماجی بے انصافی کی علامت بنا دیا ہے۔ ان کے نسوانی کردار زندگی کی حقیقی تصویریں ہیں، جن کے ذریعے سرمایہ دارانہ نظام کی سفاکی پوری شدت کے ساتھ سامنے آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "فائر ایریا "صرف ایک ادبی تخلیق نہیں بلکہ اپنے عہد کی سماجی، معاشی اور انسانی تاریخ کا معتبر دستاویز بھی ہے۔ عورت کی نفسیات، مزدور زندگی کی کرب ناکی، منظر نگاری کی قوت اور حقیقت نگاری کی فنی پختگی اس ناول کو اردو فکشن کے نمایاں شاہکاروں میں شامل کرتی ہے۔

بقول ڈاکٹر محمد حامد علی خان:

’’فائر ایریا الیاس احمد گدی کا نادر اور بڑا کارنامہ ہونے کی وجہ سے اردو فکشن کی روایت میں ایک شاہکار اور اضافے کی حیثیت رکھتا ہے ......‘‘

حوالہ جات

1 . الیاس احمد گدی--- فائر ایریا سن اشاعت -1994 معیار پبلیکیشن دہلی ص52
2 . الیاس آمد گدی فائر ایریا - ص285
3 . الیاس احمد گدی ۔ فائر ایریا۔ ص0285
4 . الیاس احمد گدی ۔ فائر ایریا - ص258
5 . الیاس احمد گدی فائر ایریا ۔ ص134

6 . الیاس احمد گدی۔ فائز ایریا - ص18
7 . زبان و ادب پٹنہ جلد 43 شمارہ 20 اپریل - 1997 ص40